باب 5

دور حاضر کا جنوبی ایشیا

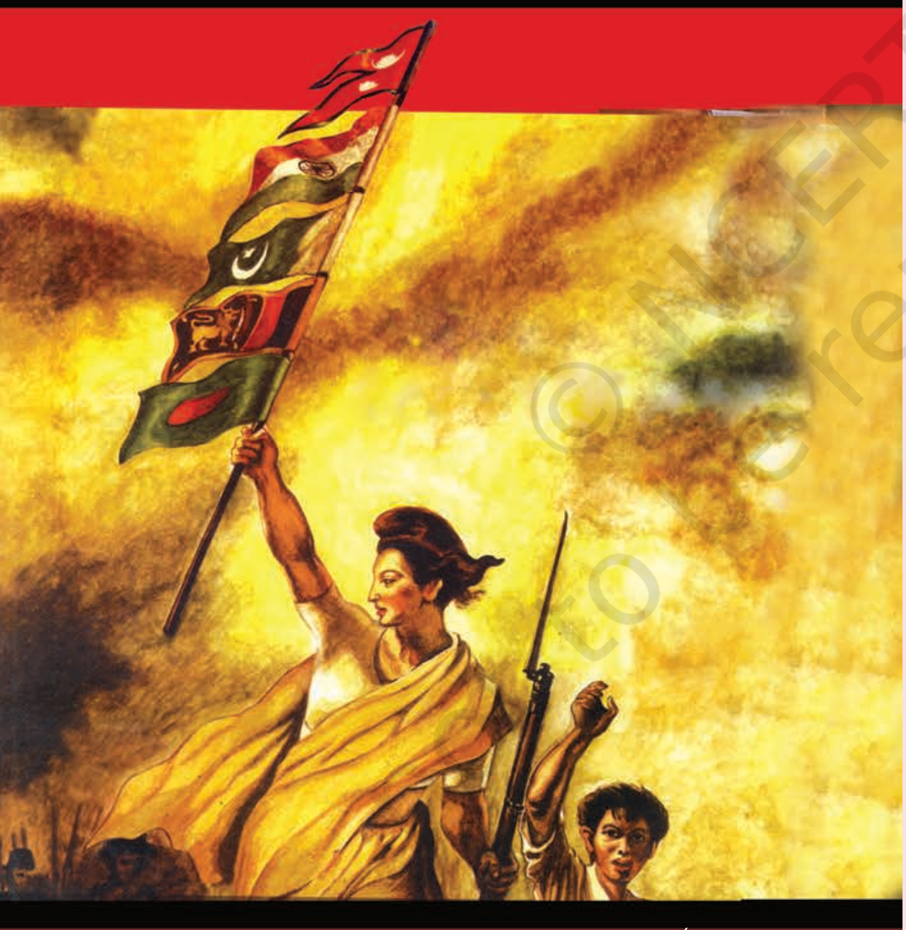

ماخذ: 1830 میں یوجین ڈیلا راکس کے ہاتھوں شبھاش رائے کی ''آزادی لوگوں کی رہنمائی'' پر بنائی گئی پینٹنگ ۔[ہمال ساؤتھ ایشین (جنوری 2007)، دی ساؤتھ ایشیا ٹرسٹ، نیپال کے شکریے کے ساتھ]۔

اجمالی تعارف

اب ہم اپنی نظر دنیا میں سرد جنگ کے بعد کے واقعات سے ہٹا کر اپنے علاقے کی طرف لاتے ہیں ۔ جب ہندوستان اور پاکستان نیوکلیائی طاقت بن گئے تو اچانک یہ علاقہ دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اور بلاشبہ خصوصی توجہ علاقے کے غیر تصفیہ شدہ جھگڑوں پر رہی۔ مثال کے طور پر علاقے کی ریاستوں کے درمیان سرحدی اختلافات اور پانی کے بٹوارے کے جھگڑوں کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ بغاوتوں اور انقلابوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جھگڑے ،نسلی عداوت اور وسائل میں شرکت بھی ان ہی مسائل میں تھے ۔ ان سب نے علاقے کو بہت طوفانی سی شکل دے رکھی تھی۔ بہت سے لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر اس علاقے کی ریاستیں ایک دوسرے سے تعاون کریں تو یہ علاقہ ترقی اور خوش حالی میں پھل پھول سکتا ہے۔ اس باب میں ہم اس علاقے کے ممالک کے باہمی اختلاف اور تعاون کی نوعیت جاننے کی کوشش کریں گے؛ کیونکہ ان سب کی جڑیں بہت گہرائی تک ملک کی داخلی سیاست تک پہنچ گئی ہیں۔ اور اس سے متاثر ہوتی ہیں لہذا اس خطہ اور اس کے کچھ بڑے ممالک کی داخلی سیاست کے بارے میں بتائیں گے۔

© NCERT not to be republished

جنوبی ایشیا کیا ہے؟

ہم سب اس زبردست تناؤ سے واقف ہیں جو ہندوستان پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ کے وقت ہم سب کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ ہم نے اس نیک خواہشات اور دریادلی کو بھی دیکھا ہے جس کا کرکٹ کے شائقین نے ہندوستان پاکستان کے میچوں کے درمیان ایک دوسرے کے لیے مظاہرہ کیا' اور بہترین میزبانی کی مثال قائم کی۔ جنوبی ایشیا کے دوسرے معاملات بھی اس نہج پر چلتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں امید اور مایوسی، نیک تمنائیں اور مقابلے، شک اور اعتماد ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

ہم ابتدا بنیادی سوال سے کرتے ہیں کہ جنوبی ایشیا کیا ہے؟ عام طور سے جنوبی ایشیا میں بنگلہ دیش، بھوٹان، ہندوستان، جزائر مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کو شامل کیا جاتا ہے۔ شمال کی سمت میں عظیم ہمالیہ اور وسیع وعریض بحر ہند، بحرعرب اور خلیج بنگال بالترتیب اس کے جنوب، مغرب اور مشرق میں واقع ہیں جو کہ ایک قدرتی رکاوٹ کا کام کرتے ہیں اور برّصغیر کے لسانی، سماجی اور ثقافتی امتیاز کے ذمے دار ہیں۔ اس علاقے کی سرحدیں مغرب اور مشرق میں اتنی واضح نہیں ہیں جتنی کہ شمال اور جنوب میں ۔ افغانستان اور میانمار کو بھی اکثر اجلاس میں شامل کیا جاتا ہے۔ اور اگر چہ اس علاقہ میں چین کا اہم کردار ہے لیکن اس ملک کو جنوبی ایشیا میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ اس باب میں ہماری جنوبی ایشیا سے مطلب ان سات ملکوں سے ہوگی جن کا نام اوپر لیا گیا ہے۔ اس طرح سے اگر چہ جنوبی ایشیا مختلف رنگارنگی کا مجموعہ ہے لیکن پھر بھی ایک سیاسی جغرافیائی اکائی ہے۔

جنوبی ایشیا کے ملکوں کا سیاسی نظام یکساں نہیں ہے۔ بہت سی رکاوٹوں اور مسائل کے باوجود ہندوستان اور سری لنکا نے آزادی کے بعد سے اپنا جمہوری نظام باقی رکھا ہے۔ ہندوستان میں آزادی کے بعد سیاست پر جو کتاب ہے، آپ اس میں ہندوستان میں جمہوریت کی نشوونما پر مزید مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان میں جمہوریت کی کئی کمزوریوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان آزادی کے بعد بہرحال ایک جمہوری ملک رہا ہے۔ یہی بات بالکل اسی طرح سری لنکا کے بارے میں بھی درست ہے۔

پاکستان اور بنگلہ دیش کو غیر فوجی اور فوجی دونوں حکومتوں کا تجربہ ہے۔ لیکن بنگلہ دیش سرد جنگ کے بعد والے زمانے میں ایک جمہوریت ہی رہا ہے۔ پاکستان نے بھی سرد جنگ کے بعد زمانے کی ابتدا بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کی جمہوری حکومتوں سے کی تھی لیکن 1999 میں ملک ایک فوجی بغاوت سے دوچار ہوا اور اس کے بعد سے اب تک یہاں فوجی حکومت چلی آ رہی ہے۔ 2006 تک نیپال بھی ایک دستوری بادشاہت تھا اور ہمیشہ یہ خطرہ تھا کہ بادشاہ انتظامی اختیارات اپنے ہاتھ میں نہ لے لے۔ 2006 میں ایک کامیاب بغاوت نے جمہوریت کو بحال کیا اور بادشاہ کو محض نام کا بادشاہ بنا دیا۔ بنگلہ دیش اور نیپال کے تجربوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جنوبی ایشیا کے پورے علاقے میں جمہوریت کو ایک عام معیار وقدر کے طور پر قبول کرلیا گیا ہے۔

اس علاقے کے دو سب سے چھوٹے ملکوں

آئیے اسے کریں

ان خصوصیات کو شمار کیجیے جو تمام جنوبی ایشیا کے ممالک میں مشترک ہیں لیکن مغربی ایشیا یا جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک سے مختلف ہیں۔

کیا ان علاقوں کی کوئی مقررہ تعریف موجود ہے۔ اگر ہے تو وہ کس نے بنائی ہے؟

© NCERT not to be republished

میں بھی ایسی ہی تبدیلیاں آرہی ہیں، بھوٹان میں اب بھی بادشاہت ہے لیکن بادشاہ نے کثیرالجماعتی جمہوریت کی منتقلی کی جانب پروگرام بنایا ہے۔ دوسری جزائری ریاست مالدیپ 1968 تک ایک سلطنت تھی۔ پھر یہ ایک عوامی جمہوریہ میں تبدیل ہوگئی جہاں پرصدارتی طرز حکومت اختیار کیا گیا۔ جون 2005 میں مالدیپ کی پارلیمنٹ نے بغیر کسی اختلاف کے کثیرالجماعتی نظام کے حق میں ووٹ دیا۔ مالدیوین ڈیموکریٹک پارٹی (MDP) اس جزیرہ کے سیاسی افق پر چھائی ہوئی ہے۔ 2005 کے انتخابات میں کچھ مخالف پارٹیوں کو قانوناً جائز قرار دیا گیا تو اس سے جمہوریت کو مزید تقویت ملی۔

اگرچہ ان ملکوں کے جمہوریت کے تجربات الگ الگ ہیں، لیکن ایک بات مشترک ہے کہ جمہوریت کی تمنا ان ملکوں کے عوام کی امنگوں اور حوصلوں کا حصہ ہے۔ اس علاقہ کے پانچ بڑے ملکوں میں حال ہی میں ایک جائزہ لوگوں کے رجحان کے متعلق لیا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ان سب ملکوں میں جمہوریت کے لئے وسیع پیمانے پر حمایت موجود ہے۔ عام شہری خواہ وہ غریب ہو یا امیر اور کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، جمہوریت کو ایک مثبت نظریہ قرار دیتا ہے اور وہ ادارے جو جمہوریت کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی نظر میں قابلِ قدر ہیں۔ وہ جمہوریت کو ہر قسم کی طرز حکومت پر ترجیح دیتے ہیں۔

سوائے پاکستان کے ہر جگہ جمہوریت کو آمریت پر فوقیت حاصل ہے

وہ جو ان بیانات میں سے ایک سے متفق ہوں۔

	Bangladesh	India	Nepal	Pakistan	S Lanka
Democracy is preferable	69	70	62	37	71
Sometimes dictatorship is better	6	9	10	14	11
Doesn't matter to me	25	21	28	49	18

بہت کم لوگ اپنے ملک کے لیے جمہوریت کو غیر مناسب سمجھتے ہیں

آپ کے ملک میں جمہوریت کتنی مناسب ہے؟

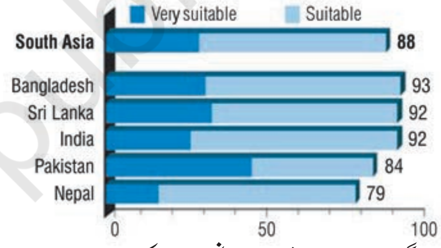

یہ دونوں گراف جنوبی ایشیا کے پانچ بڑے ملکوں کے 19,000 عام شہریوں کے انٹرویو پر مبنی ہیں۔

ماخذ: ایس ڈی ایس اے ٹیم، اسٹیٹ آف ڈیموکریسی ان ساؤتھ ایشیا، نئی دھلی؛ اکسفورڈ یونیورسیٹی پریس، 2007

Countries	Life expectancy at birth 2004	Adult literacy rate 2004	Combined gross school enrolment ratio 2004	GDP Per capita (PPP US$) 2004	Infant mortality rate (per 1000 live births)	Prevalence of T.B (per 100000 population)	Under-nourished population ratio	Population living under $1 a day	Access to improved sanitation (% population) Rural	Access to improved sanitation (% population) Urban	HDI Rank 2006
World	67.3	-	67	8833	51	229	17				-
Developing countries	65.2	78.9	63	4775	57	275	17				
South Asia	63.7	60.9	56	3072	62	315	20				-
Bangladesh	63.3	-	57	1870	56	435	30	36	71	41	137
India	63.6	61	62	3139	62	312	20	34.7	61	15	126
Nepal	62.1	48.6	57	1490	59	257	17	24.1	73	22	138
Pakistan	63.4	49.9	38	2225	80	329	23	17	95	43	134
Sri Lanka	74.3	90.7	63	4390	12	91	22	5.6	97	93	93

Source: Human Development Report, 2006

© NCERT not to be republished

اور اپنے ملک کے لیے اسی طرز حکومت کو مناسب خیال کرتے ہیں۔ جائزہ کے یہ نتائج بہت اہم ہیں کیونکہ اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ جمہوریت کا پودا صرف دنیا کے خوش حال ملکوں میں ہی پروان چڑھ سکتا ہے۔ اس طرح سے جنوبی ایشیا کے جمہوری تجربات نے جمہوریت کے عالمگیر تصور کو اور وسعت دی ہے۔ اب ہم ہندوستان کے علاوہ اس علاقے کے بقیہ چار بڑے ملکوں میں جمہوریت کے تجربے پر بحث کریں گے۔

پاکستان میں جمہوریت اور فوج

پاکستان کی پہلی دستور سازی کے بعد جنرل ایوب خاں نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی، اور جلد ہی خود کو انتخابات میں کامیاب کرالیا۔ جب ان کی حکومت کے خلاف عوام میں ایک عام بے اطمینانی پھیل گئی تو ان کو یہ عہدہ چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس بار پھر جنرل یحییٰ خان کے تحت فوج اقتدار میں آ گئی۔ یحییٰ خان کی فوجی حکومت کے زمانے میں بنگلہ دیش کا بحران پیدا ہوا اور 1971 میں ہندوستان کے خلاف ایک جنگ کے بعد مشرقی پاکستان، پاکستان سے الگ ہو گیا اور بنگلہ دیش کے نام سے ایک نئی آزاد ریاست کا وجود ہوا۔ اس کے بعد 1971 سے 1977 تک ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ایک منتخب حکومت کام کرتی رہی۔ 1977 میں جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کو ہٹا دیا۔ لیکن 1982 کے بعد جنرل ضیاء الحق مستقل طور سے جمہوریت پسند تحریکوں کا سامنا کرتے رہے اور بالآخر 1988 میں بے نظیر بھٹو کی قیادت میں ایک بار پھر منتخب جمہوری حکومت اقتدار میں آئی۔ اس کے بعد آنے والے سالوں میں، پاکستانی

1947 کے بعد سے جنوبی ایشیا کا تاریخی نقشہ

1947: برطانوی تسلط سے ہندوستان اور پاکستان کی آزادی۔
1948: سری لنکا (اس وقت سیلون) کی آزادی، کشمیر پر ہند و پاک تنازعہ۔
1954-55: پاکستان کی سرد جنگ کے فوجی بلاک میں شمولیت۔ وہ SEATO اور CENTO کا ممبر بنا۔
ستمبر 1960: سندھ پانی معاہدہ Indus water Taeaty پر ہندوستان اور پاکستان کے دستخط۔
1962: ہندوستان اور چین کے درمیان سرحدی تنازعہ۔
1965: ہند و پاک جنگ۔ اقوام متحدہ کا ہندوستان اور پاکستان آبزرویشن مشن۔
1966: ہندوستان اور پاکستان کے تاشقند معاہدے پر دستخط۔ مشرقی پاکستان کے زیادہ اختیارات کے لیے شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکات۔
مارچ 1971: بنگلہ دیش کے رہنماؤں کا آزادی کا اعلان۔
اگست: ہند روس دوستی معاہدہ بیس سال کے لیے۔
دسمبر: ہندوستان اور پاکستان جنگ۔ بنگلہ دیش کی آزادی۔
جولائی 1972: ہندوستان اور پاکستان نے شملہ معاہدے پر دستخط کیے۔
مئی 1974: ہندوستان نے نیوکلیائی تجربہ کیا۔
1976: پاکستان اور بنگلہ دیش میں سفارتی تعلقات کا قیام۔
دسمبر 1985: ڈھاکہ کی پہلی چوٹی کانفرنس میں جنوبی ایشیا کے رہنماؤں کے SAARC منشور پر دستخط۔
1987: ہند سری لنکا سمجھوتہ۔ ہندوستانی امن فوج (IPKF) کی سری لنکا میں سرگرمیاں (1987-90)۔
1988: کرائے کے سپاہیوں کے ذریعے ایک بغاوت کو ناکام بنانے کے لیے ہندوستانی فوج کا مالدیپ میں داخلہ۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک دوسرے کے نیوکلیائی ٹھکانوں پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ۔
1988-91: پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال میں جمہوریت کی بحالی۔
دسمبر 1996: گنگا کے پانی میں حصے داری پر بنگلہ دیش اور ہندوستان کے درمیان قرارداد کے معاہدے پر دستخط۔
مئی 1998: ہندوستان اور پاکستان نے نیوکلیائی تجربہ کیا۔
دسمبر: ہندوستان اور سری لنکا نے آزادانہ تجارت کے معاہدے (FTA) پر دستخط کیے۔
فروری 1999: ہندوستانی وزیر اعظم واجپئی کا ایک امن معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے لاہور تک بس سے سفر۔
جون۔ جولائی: ہندوستان پاکستان کے درمیان کرگل کا تنازعہ۔
جولائی 2001: واجپئی۔ مشرف کی آگرہ چوٹی کانفرنس ناکام۔
جنوری 2004: اسلام آباد میں بارھویں SAARC چوٹی کانفرنس میں SAFTA پر دستخط۔

© NCERT not to be republished

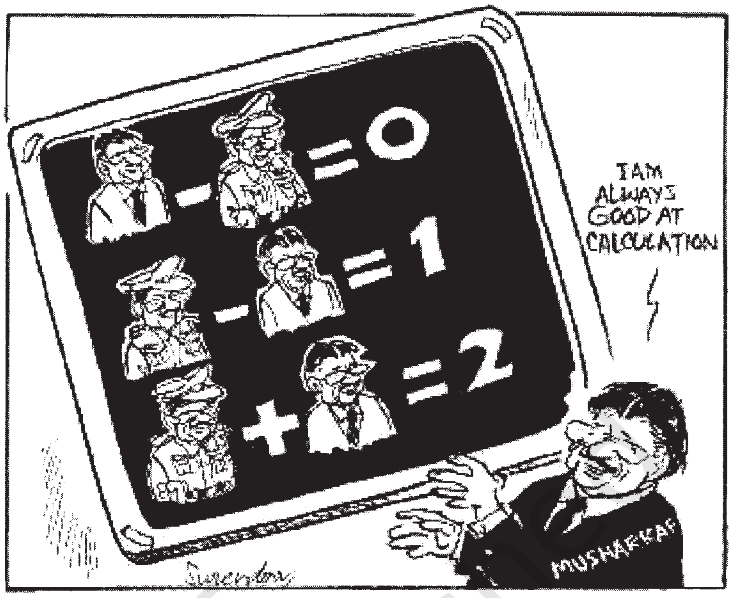

یہ کارٹون پاکستان کے حکمراں پرویز مشرف کے دوہرے رول پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ ملک کے صدر کی حیثیت سے اور فوجی جنرل کی حیثیت سے۔ توجہ سے ان سوالات کو پڑھیے اور اس کارٹون کا پیغام لکھیے۔

سیاست بے نظیر بھٹو کی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) اور مسلم لیگ کے درمیان مقابلے کے گرد گھومتی رہی۔ انتخابی جمہوریت کا یہ زمانہ 1999 تک رہا جب کہ فوج نے ایک بار پھر مداخلت کی اور جنرل مشرف نے وزیرِاعظم نواز شریف کو ہٹا کر حکومت پر قبضہ کر لیا۔ 2001 میں جنرل مشرف نے خود کو صدر کی حیثیت سے منتخب کرا لیا۔ اور پاکستان میں فوج کی حکمرانی برقرار رہی۔ اگرچہ فوجی حکمرانوں نے کچھ الیکشن بھی کرائے تاکہ حکومت میں کچھ جمہوری رنگ بھی آ سکے۔

پاکستان میں ایک مستحکم جمہوریت کے قیام کی ناکامی میں کئی عوامل کارفرما رہے۔ فوجی اور مذہبی رہنماؤں اور جاگیرداروں کی سماجی فوقیت نے اکثر منتخب حکومتوں کو اکھاڑ پھینکنے کے عمل میں مدد کی ہے۔ پاکستان کی ہندوستان کے خلاف کشمکش نے بھی فوج یا فوجی حکومت کے حامیوں کو زیادہ طاقت ور بنایا۔ ان گروپوں کا کہنا ہے کہ خود غرض سیاسی پارٹیوں اور بے ترتیب جمہوریت سے پاکستان کے تحفظ کو خطرہ ہوگا اور اس لیے فوج کا اقتدار میں رہنا برحق ہے۔ اگرچہ جمہوریت پاکستان میں کامیاب نہیں رہی لیکن اس کی حمایت میں ایک پرجوش جذبہ ہمیشہ موجود رہا۔ پاکستان کا پریس نسبتاً آزاد اور طاقت ور رہے اور ایک مضبوط انسانی حقوق کی تحریک بھی وہاں سرگرم عمل ہے۔

اگر جرمنی پھر سے متحد ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستانی اور پاکستانی عوام ایک دوسرے کے ملک میں زیادہ آسانی سے سفر نہ کریں؟

پاکستان میں جمہوریت کے لیے ایک بے لوث بین الاقوامی حمایت کی عدم موجودگی نے بھی فوج کے اقتدار میں رہنے کے لیے حوصلہ افزائی کی۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس اور دوسرے مغربی ممالک نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ماضی میں فوج کے جبر و استبداد کی حوصلہ افزائی کی۔ مغربی ممالک کو بقول 'عالم گیر اسلامی دہشت گردی' سے جو خطرہ ہے اور پاکستان کے نیوکلیائی ذخیرہ کے دہشت گرد تنظیموں کے ہاتھ میں پڑ جانے کے اندیشہ کی وجہ سے پاکستانی فوجی حکومت ان کو مغربی اور جنوبی ایشیا میں اپنے مفادات کی محافظ نظر آتی ہے۔

بنگلہ دیش میں جمہوریت

1947 سے 1971 تک بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا۔ یہ برٹش انڈیا کے تقسیم شدہ بنگال اور آسام پر مشتمل تھا۔ اس علاقہ کے لوگ مغربی پاکستان کے غلبہ اور اردو زبان کے زبردستی تھوپے جانے سے نالاں تھے۔ تقسیم کے فوراً بعد سے یہاں پر بنگالی زبان اور ثقافت کے ساتھ غیر مساویانہ برتاؤ کے خلاف مظاہرے ہونے لگے۔ یہاں کی عوام نے انتظامیہ اور سیاسی قوت میں برابر کی نمائندگی کا مطالبہ بھی کیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے مغربی پاکستان

© NCERT not to be republished

کے غلبے کے خلاف عوامی تحریک کی رہنمائی کی۔ انھوں نے مشرقی پاکستان کے لیے خودمختاری کا دعویٰ کیا۔ 1970 کے الیکشن میں عوامی لیگ نے جس کی قیادت شیخ مجیب کے ہاتھ میں تھی، مشرقی پاکستان کی تمام سیٹیں جیت لیں۔ اور پورے پاکستان کی اسمبلی میں بھی اکثریت حاصل کرلی۔لیکن مغربی پاکستانیوں کے زیراثر حکومت نے اسمبلی کا اجلاس بلانے سے انکار کردیا۔شیخ مجیب کوگرفتار کرلیا گیا۔ جنرل یحییٰ خاں کی فوجی حکومت کے تحت، پاکستانی مسلح افواج نے بنگالی عوام کی ملک گیر تحریک کوکچلنے کی کوشش کی۔ پاکستانی فوج نے ہزاروں کوموت کے گھاٹ اتاردیا۔اس کی وجہ سے ہندوستان کی جانب بڑے پیمانے پر ہجرت ہوئی اور ہندوستان کوپناہ گزینوں کے زبردست مسئلے کا سامنا کرناپڑا۔ ہندوستانی حکومت نے مشرقی پاکستان کے عوام کی آزادی کے مطالبے کی حمایت کی اوران کومالی اورفوجی امداد پہنچائی ۔اس کے نتیجے میں دسمبر 1971 میں ہندوستان اور پاکستان میں جنگ ہوئی۔مشرقی پاکستان میں پاکستانی افواج نے ہتھیار ڈال دیےاورایک آزاد ملک بنگلہ دیش وجود میں آیا۔

بنگلہ دیش نے اپنے دستور میں سیکولرزم ، جمہوریت اورسوشلزم پر اپنے گہرے اعتماد کا یقین دلایا۔ لیکن 1975 میں شیخ مجیب نے دستور میں ترمیم کی اور پارلیمینٹری طرزحکومت کے بجائے نئے صدارتی طرز حکومت کواختیار کیا۔ انھوں نے سوائے اپنی عوامی لیگ پارٹی کے دوسری تمام جماعتوں کوغیرقانونی قرار دے دیا۔ جس نے کئی جھگڑے اور تناؤ پیدا کیے۔

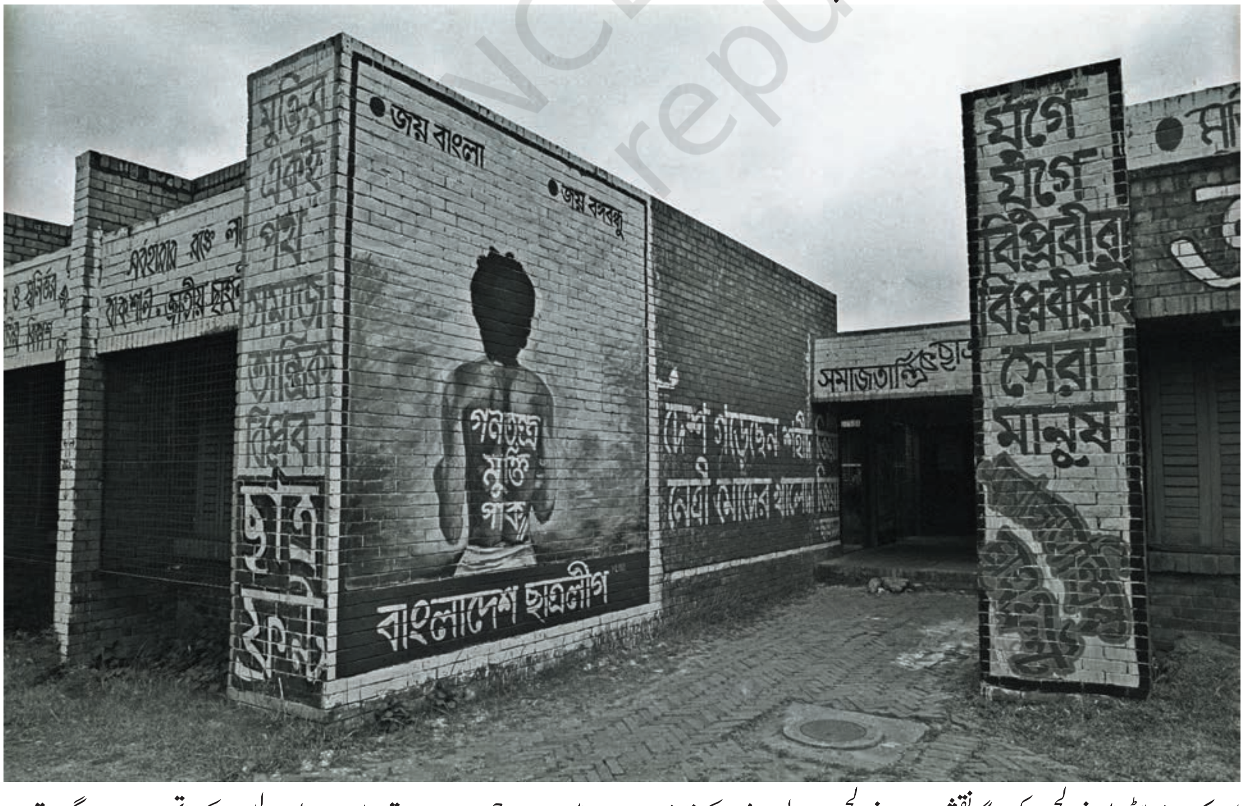

ڈھاکہ یونیورسٹی میں نورالحسن کی یادگارنقش بردیوارنورالحسن جنرل ارشاد کے خلاف 1987 میں ہوئے جمہوریت حمایتی مظاہروں میں پولیس کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ اس کی پشت پرکندہ ہے ’جمہوریت کوآزادی دو‘، تصویربشکریہ: شاہدالعالم

آئیے کوشش کریں

ہمیں بنگلہ دیش کے گرامین بینک، کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنی چاہیے۔ کیا ہم اس نظریے کو ہندوستان میں غریبی کم کرنے کے لیے استعمال کرسکتے ہیں؟

اگست 1975 میں ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں وہ بہت ڈرامائی اورافسوس ناک طریقے سے مار ڈالے گئے۔ نئے صدرضیاءالرحمٰن نے اپنی بنگلہ دیش نیشنل پارٹی بنائی اور1979 میں الیکشن میں کامیابی حاصل کی۔ لیکن بعد میں ان کو بھی قتل کردیا گیا اور لیفٹیننٹ جنرل ایچ۔ ایم ارشاد کی رہنمائی میں فوج نے پھر حکومت کی باگ ڈورسنبھالی۔ لیکن بنگلہ دیش کی عوام جلد ہی جمہوریت کے مطالبہ کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہوگئی۔ اور جنرل ارشاد کو محدود دائرہ میں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دینے کے لیے مجبور ہونا پڑا۔ بعد میں وہ پانچ سال کے لیے صدر منتخب ہوگئے۔ لیکن 1990 میں عوامی مظاہروں کے سامنے ان کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا۔ 1991 میں الیکشن ہوئے۔ اس کے بعد سے ایک کثیر الجماعتی نظام کے تحت بنگلہ دیش میں جمہوریت سرگرم عمل ہے۔

نیپال میں بادشاہت اور جمہوریت

گذرے زمانے میں نیپال ایک ہندو بادشاہت تھی اور آج کے جدید دور میں یہ کئی سالوں سے محدود دستوری بادشاہت ہے۔ اس عرصہ میں نیپال کی عوام اور سیاسی جماعتیں ایک زیادہ فراخ اور نمائندہ طرز حکومت چاہتی تھیں۔ لیکن فوج کی حمایت اور پشت پناہی سے بادشاہ نے حکومت پر مکمل قابو رکھا اور نیپال میں جمہوریت کی نمو پر روک لگادی۔

جمہوریت کی بحالی کے لیے زبردست مظاہروں کی وجہ سے 1990 میں بادشاہ نے ایک جمہوری دستور کا مطالبہ منظور کرلیا۔ لیکن جمہوری حکومتوں کا دور مختصر اور پُرآشوب رہا۔ 1990 کی دہائی میں نیپال کے ماؤنواز (Maoists) ملک کے کئی حصوں میں اپنا اثر قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ بادشاہ اور حکمراں دونوں کے خلاف مسلح سرگرمیوں پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے نتیجے میں بادشاہ کی فوجوں اور ماؤنواز گوریلاؤں کے درمیان ایک خونی لڑائی شروع ہوگئی۔ کچھ عرصے کے لیے یہ جھگڑا شاہی فوج، جمہوریت پسند اور ماؤنواز گوریلا تینوں کے درمیان سہ رخی بنا رہا۔ 2002 میں بادشاہ نے پارلیمنٹ کو کالعدم قرار دے دیا، اور حکومت کو برطرف کردیا۔ اس طرح نیپال میں جمہوریت کے لیے جو کچھ امید تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔

اپریل 2006 میں جمہوریت کی حمایت میں ملک گیر پیمانے پر زبردست احتجاج اور مظاہرے ہوئے۔ جمہوریت پسندوں نے اس وقت بڑی کامیابی حاصل کی جب اپریل 2002 میں کالعدم قرار دی جانے والی پارلیمنٹ کو بحال کرنے کے لیے بادشاہ کو مجبور ہونا پڑا۔ یہ غیرمتشدد تحریک سات جماعتوں کے اتحاد (Seven Party Alliance) (SPA) یعنی ماؤنوازوں اور سماجی کارکنوں پر مشتمل تھی۔

جمہوریت کی طرف نیپال کا سفر ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ فی الوقت، نیپال اپنی تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گذر رہا ہے۔ کیونکہ وہ ایک دستور ساز اسمبلی بنانے کے عمل میں ہے جو نیپال کے لیے دستور تیار کرے گی۔ کچھ طبقوں کا خیال ہے کہ ماضی سے رشتہ جوڑے رکھنے کی بنا پر نیپال کے لیے ایک نام نہاد بادشاہت کا ہونا ضروری ہے۔ ماؤنواز گروپ اپنی مسلح جدوجہد کو ملتوی کرنے کے لیے راضی ہوگئے ہیں۔ وہ

© NCERT not to be republished

چاہتے ہیں کہ دستور میں سماجی اور معاشی ڈھانچے کی تعمیرِ نو کے لیے انقلابی اقدام اٹھائے جائیں۔ شاید SPA کی تمام جماعتیں اس پروگرام پر اتفاق نہ کریں۔ ماؤنواز اور کچھ اور سیاسی گروپ مستقبل کے نیپال میں ہندوستانی حکومت کے طرزِ عمل کی جانب سے سخت شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔

سری لنکا میں نسلی تنازعہ اور جمہوریت

آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ 1948 میں اپنی آزادی کے بعد سے سری لنکا جمہوریت کی برقراری میں کامیاب رہا ہے۔ لیکن اس کو بہت بڑے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ چیلنج بادشاہت یا فوج کی طرف سے نہیں تھا بلکہ نسلی جھگڑا تھا جس کی وجہ سے ایک علاقہ ملک سے الگ ہونا چاہتا ہے۔

آزادی کے بعد سری لنکا (اس زمانے میں سیلون کہلاتا تھا) میں سیاست پر ان طاقتوں کا غلبہ ہوا جو اکثریت یعنی سنہالی قوم کے مفادات کی نمائندگی کرتی تھیں۔ وہ تامل لوگوں سے عداوت رکھتے تھے جو کثیر تعداد میں تھے اور ہندوستان سے ہجرت کر کے سری لنکا میں بس گئے تھے۔ یہ ہجرت آزادی کے بعد بھی جاری رہی۔ سنہالی قوم پرستوں کے خیال میں سری لنکا کو تامل لوگوں کو کوئی مراعات نہ دینی چاہیے کیونکہ سری لنکا صرف سنہالی لوگوں کا ہے۔ تامل مفادات کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے جنگجو تامل قوم پرستی نے جنم لیا۔ 1983 سے اب تک جنگجو قوم پرست تنظیم، Libaration Tigers of TamilEelam یعنی LTTE ایک علاحدہ تامل ملک کا مطالبہ کر رہی ہے اور سری لنکا کی فوج سے مصروفِ پیکار ہے۔ LTTE نے سری لنکا کے شمال مشرقی علاقے کو قبضہ میں لے رکھا ہے۔

سری لنکا کے مسئلے میں ہندوستانی نژاد لوگوں کا دخل ہے۔ اور ہندوستانی تامل لوگوں کا حکومت پر خاصا دباؤ ہے کہ وہ سری لنکا کے تامل لوگوں کے

نیپال کتنا جوش سے بھرا لگتا ہے۔ کاش میں نیپال میں ہوتی۔

جمہوری کارکن، درگا تھاپا 1990 میں کھٹمنڈو کے ایک جمہوریت حمایتی مظاہرہ میں شرکت کرتے ہوئے۔ دوسری تصویر جو 2006 کی ہے اس میں بھی یہی درگا تھاپا، دوسری جمہوری تحریک کی کامیابی کا جشن منا رہی ہے۔
فوٹو بشکریہ من: بجراچاریہ

جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان مذاکرات کے نتیجے پر اس جزیرے کا مستقبل اٹکا ہوا ہے۔

اس جنگی تنازعہ کے جاری رہنے کے باوجود سری لنکا کی معاشی ترقی قابل قدر ہے اور انسانی ترقی کے میدان میں بھی اس نے خاصا کام کیا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں سری لنکا پہلا ملک تھا جس نے آبادی میں اضافے کی شرح کو کامیابی کے ساتھ قابو میں کیا۔ اپنی معیشت کو پابندیوں سے آزاد کیا۔ اور خانہ جنگی کے باوجود اس کی مجموعی قومی پیداوار (GDP) کی شرح فی کس سب سے زیادہ ہے۔ اور اپنے اندرونی جھگڑوں اور اختلافات کے باوجود اس نے جمہوریت کو برقرار رکھا ہے۔

اس کارٹون میں سری لنکا کی قیادت کے اس تذبذب کو دکھایا گیا ہے جو شمالی شدت پسندوں یا ببر شیر اور تامل شدت پسندوں یا شیر کے درمیان امن کے مذاکرات میں توازن قائم کرنے کے سلسلہ میں وہ درپیش ہے۔

مفادات کا تحفظ کرے۔ ہندوستان کی حکومت نے وقتاً فوقتاً اس مسئلے پر سری لنکا کی حکومت سے گفتگو کی ہے۔ لیکن 1987 میں ہندوستانی حکومت پہلی بار اس تنازعہ میں براہِ راست ملوث ہوگئی۔ ہندوستان نے سری لنکا کے ساتھ ایک سمجھوتے پر دستخط کیا اور امن و امان قائم رکھنے کے لیے اپنی فوجیں بھیجیں۔ کچھ واقعات ایسے ہوئے کہ ہندوستانی فوجیں اور LTTE کے درمیان جنگ ہونے لگی۔ ہندوستانی فوجوں کی موجودگی کو سری لنکا کے لوگوں نے بھی زیادہ پسند نہیں کیا تھا۔ انھوں نے اس کو سری لنکا کے داخلی معاملات میں دخل اندازی تصور کیا۔ 1989 میں ہندوستانی امن فوج (IPKF) Indian Peace Keeping Force بغیر اپنا مقصد حاصل کیے سری لنکا سے واپس آگئی۔

سری لنکا کا بحران پر تشدد ہی رہا۔ لیکن بین الاقوامی سطح پر اسکینڈی نیوین ممالک جیسے آئس لینڈ اور ناروے، دونوں جنگجو فریقوں کو گفت و شنید کی طرف واپس لے

ہند-پاک تنازعات

اب ہمیں خانگی سیاست سے ہٹ کر اس علاقے میں بین الاقوامی تعلقات کی سطح پر رونما ہونے والے اختلافات پر نظر ڈالنی چاہیے۔ سرد جنگ کے خاتمہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس علاقے کے سارے جھگڑے اور کشیدگیاں بھی ختم ہوگئیں۔ ہم اندرونی جمہوریت اور نسلی عداوت کی بنا پر پیدا شدہ جھگڑوں پر نظر ڈال چکے ہیں لیکن کچھ اختلافات جو بین الاقوامی نوعیت کے ہیں کافی اہم اور نازک ہیں۔ ہندوستان کے محل وقوع کے پیش نظر ان سب اختلافات میں وہ ملوث ہے۔

ان میں سب سے زیادہ وسیع اور نمایاں اختلاف ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہے۔ آزادی کے فوراً بعد ہی دونوں ملکوں میں کشمیر کی قسمت کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ پاکستانی حکومت نے دعویٰ کیا کہ کشمیر ان کا ہے۔ 48-1947 اور 1965 کی دونوں

ملکوں کے درمیان جنگیں بھی یہ مسئلہ حل نہیں کرسکیں۔ 1947-48 کی جنگ میں کشمیر دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک تو پاکستانی مقبوضہ کشمیر اور دوسرا ہندوستانی جموں و کشمیر کا صوبہ۔ ان دونوں کے درمیان حدِ فاصل یعنی لائن آف کنٹرول (line of control) تھی اگرچہ 1971 کی جنگ میں ہندوستان نے پاکستان پر ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی لیکن کشمیر کا مسئلہ جوں کا توں رہا۔

ہندوستان کا پاکستان سے اختلاف کچھ اور نازک مسائل پر بھی ہے جیسے سیاچن گلیشیر پر کنٹرول اور اسلحہ کے حصول کا معاملہ۔ 1990 کی دہائی میں اسلحہ کی دوڑ نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا جب دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کے لیے نیوکلیائی اسلحہ اور میزائل حاصل کرنا شروع کردیے۔ 1998 میں ہندوستان نے پوکھران کے مقام پر نیوکلیائی تجربہ کیا۔ اس کا جواب پاکستان نے چند ہی دنوں میں چگائی پہاڑیوں پر نیوکلیائی تجربہ کرکے دیا۔ اس کے بعد سے ہندوستان اور پاکستان میں کچھ ایسی فوجی اور سیاسی مفاہمت ہوئی کہ ایک مکمل جنگ کے امکانات کم ہوگئے ہیں۔

لیکن دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے بارے میں شک وشبہے میں مبتلا ہیں۔ ہندوستانی حکومت کا الزام ہے کہ پاکستانی حکومت کشمیری جنگجوؤں کو اسلحہ، تربیت، پیسہ اور پناہ دے کر ان کی ہندوستان کے خلاف دہشت گردانہ کارروائیوں میں مدد کرتی ہے اور ایک نچلے پیمانے کے تشدد کی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے۔ ہندوستانی حکومت کو یہ بھی یقین ہے کہ 1985-95 کے درمیان خالصتان کے حمایتی جنگجوؤں کو اسلحہ اور ہتھیار پاکستان نے فراہم کیے تھے۔ اس کی خفیہ ایجنسی (ISI) Inter Services Intelligance پر بھی یہ الزام ہے کہ وہ شمال مشرقی علاقے میں ہونے والی کئی ہندوستانی مخالف مہمات میں ملوث ہے اور خفیہ طور سے بنگلہ دیش اور نیپال سے اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ دوسری جانب حکومت پاکستان کا خیال ہے کہ ہندوستانی حکومت اور اس کی سیکورٹی ایجنسیاں پاکستان کے سندھ اور بلوچستان میں ہونے والی شورشوں کے لیے ذمے دار ہیں۔

دریاؤں کے پانی کی حصے داری پر بھی دونوں ملک ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں۔ 1960 تک سندھ وادی کے دریاؤں کے پانی کے استعمال پر دونوں میں کافی تلخ بحث چلتی رہی۔ عالمی بینک کی مدد سے دونوں ملکوں نے سندھ کے پانی کے معاہدے (Indus Water Treaty) پر دستخط کیے اور جو کئی فوجی جنگ و جدل کے

ہند پاک تعلقات
بنکروں کی بھول بھلیوں سے مذاکرات کی میزوں کی جانب پیش قدمی۔

کیشو: دی ہندو
ہند پاک مذاکرات کے موجودہ دور کا ایک منظر

کشمیر کے اوپر بحث و مباحثہ سے یہ لگتا ہے کہ یہ ہندوستان اور پاکستان کے حکمرانوں کے درمیان کسی جائداد کا جھگڑا ہے۔ اس بارے میں خود کشمیریوں کے کیا احساسات ہیں؟

ایسا کیوں ہے کہ ہندوستان کی ہر پڑوسی کے ساتھ کوئی نہ کوئی الجھن موجود ہے؟ کیا یہ ہماری خارجہ پالیسی کی کمزوری ہے، یا یہ ہمارے رقبہ کی وجہ ہے؟

باوجود آج تک زیرِعمل ہے۔ لیکن اب بھی سندھ پانی کے معاہدے اور دریاؤں کے پانی کے استعمال سے متعلق کچھ چھوٹی چھوٹی وضاحتوں کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے اختلافات باقی ہیں۔ رن آف کچھ میں سرکریک (Sir Creek) کی سرحدوں کے بارے میں بھی دونوں ممالک ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ معاملہ چھوٹا ہے لیکن اصل فکر یہ ہے کہ یہ معاملہ کیسے سلجھے گا کیونکہ سرکریک سے ملحق علاقہ میں جو سمندری وسائل ہیں ان پر قابو حاصل کرنے کے لیے اس تنازعہ کے فیصلہ سے بڑا اثر پڑے گا۔ ہندوستان اور پاکستان ان تمام مسائل پر ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے ہیں۔

ہندوستانی اور دوسرے پڑوسی

ہندوستان اور بنگلہ دیش کے آپس میں کئی معاملات میں اختلافات ہیں جن میں گنگا اور برہمپتر ادریاؤں کے پانی میں حصے داری کا مسئلہ بھی شامل ہے، ہندوستانی حکومت کو بنگلہ دیش حکومت سے کئی شکایتیں ہیں۔ سب سے پہلے تو ہندوستان کی جانب اس کے عوام کی غیرقانونی ہجرت ہے، دوسرے اس کی ہندوستان مخالف اسلامی بنیاد پرست گروہوں کی حمایت ہے، تیسرے اس کا ہندوستان کے شمال مشرقی علاقے کے لیے ہندوستانی فوجوں کو ملک کے اندر سے راستہ دینے سے انکار ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ہندوستان کو قدرتی گیس فراہم کرنے سے انکار اور ساتھ ہی ساتھ اپنی سرزمین سے مایانمار کی گیس کا ہندوستان لے جانے کی اجازت سے انکار ہے۔ بنگلہ دیش بھی ہندوستان سے آزردہ خاطر ہے۔ اس کے خیال میں پانی کی حصّہ داری کے معاملے میں ہندوستان، داداگیری، سے کام لے رہا ہے۔ اور وہ چٹاگانگ کی پہاڑی علاقے میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ اس کے قدرتی گیس کے ذخیرہ پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے اور تجارت میں ایماندار نہیں ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان سرحدوں کی تعین کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

ان اختلافات کے باوجود دونوں ممالک کئی دوسرے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ پچھلے دس سال میں معاشی تعلقات بہت بہتر ہوئے ہیں۔ بنگلہ دیش ہندوستان کی 'مشرق کی طرف دیکھو' پالیسی کا ایک اہم حصّہ ہے، جس میں وہ مایانمار کے راستہ سے جنوب مشرقی ایشیا سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ دونوں ملکوں نے تباہ کاریوں کے بعد راحت رسانی اور ماحولیاتی مسائل پر ایک دوسرے سے برابر تعاون کیا ہے۔ اب یہ کوشش بھی جاری ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کی ضروریات کے بارے میں زیادہ حساس کیا جائے اور مشترکہ خطروں کی شناخت کر کے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے میدان کو وسیع تر کیا جائے۔

نیپال اور ہندوستان کے تعلقات خصوصی نوعیت کے ہیں۔ ایسے تعلقات کی مثالیں دنیا میں شاید چند ہی ہوں۔ دونوں ملکوں کے درمیان دستخط شدہ ایک معاہدے کے تحت دونوں ملکوں کے شہری بغیر پاسپورٹ اور ویزا کے ایک دوسرے کے یہاں آ جا سکتے ہیں اور کام کر سکتے ہیں۔ لیکن اس خصوصی تعلق کے باوجود دونوں ملکوں میں تجارت کے مسئلہ پر ماضی میں غلط فہمیاں پائی جاتی رہی ہیں۔ ہندوستانی حکومت نے نیپال اور چین کے بہت

© NCERT not to be republished

نیپال میں ہندوستان مخالف سرگرمیوں کی جانب نیپال حکومت کے نرم رویّے کی اکثر شکایت کی ہے۔اس کے علاوہ نیپال میں بڑھتی ہوئی ماؤنواز تحریک ہندوستان کی سلامتی کے لیے بھی خطرہ ہے،کیونکہ یہ شمال میں بہار اور جنوب میں آندھرا پردیش تک پھیلی ہوئی نکسلی تحریک کو تقویت دیتے ہیں۔ نیپال کے کچھ لیڈر اور شہریوں کا خیال ہے کہ ہندوستانی حکومت نیپال کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرتی ہے اور یہ کہ نیپال کے دریاؤں اور پن بجلی یعنی ہائڈرو الیکٹرسٹی (Hydro-electricity) وسائل پر اس کی نظر ہے۔ مزید یہ کہ نیپال ایک ایسا ملک ہے جو چاروں طرف سے زمین سے گھرا ہوا ہے اور ہندوستانی حکومت اس کو سمندر تک رسائی کے لیے اپنی زمین سے راستہ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ان سب کے باوجود ہندوستان اور نیپال کے تعلقات پُرامن اور اچھے خاصے مستحکم ہیں۔ اور اختلافات کے باوجود، سائنسی تعاون، تجارت، مشترکہ قدرتی وسائل، بجلی کی پیداوار اور پانی کے باہم انتظام نے دونوں ملکوں کو دوستی کے رشتے میں باندھ رکھا ہے۔ یہ امید ہے کہ جمہوریت کے استحکام کے ساتھ ساتھ دونوں ملکوں کے تعلقات اور مضبوط ہوتے جائیں گے۔

ہندوستان اور سری لنکا کے تعلقات میں جو مشکلات درپیش ہیں وہ دراصل اس نسلی عداوت کے باعث ہیں جس نے سری لنکا کے جزیرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ہندوستانی رہنماؤں اور شہریوں کو اس وقت غیر جانبدار رہنا ناممکن ہوجاتا ہے جب تامل لوگ سیاسی طور سے ناخوش ہوں اور ان کو قتل

آیئے، مل جُل کر کریں

اقدام

- کلاس کو سات گروپ (جتنے ممالک ہیں ان کی تعداد کے مطابق) میں تقسیم کیجیے۔ ہر گروپ میں طلبا کی تعداد اس ملک کے رقبہ کے لحاظ سے ہو جس کی نمائندگی وہ کر رہا ہے۔
- ہر گروپ کو ایک ملک کا نام دیجیے اور اس ملک کے خاکے کی ایک فائل اس گروپ کو دے دیجیے۔ بنیادی معلومات کے علاوہ جنوبی ایشیا کے ممالک کے تنازعہ اور مسائل پر ایک مختصر نوٹ بھی شامل کیجیے۔ یہ مسائل وہ بھی ہوسکتے ہیں جو اس باب میں زیرِ بحث آئے ہیں یا اس سے باہر کے مسائل۔
- طلبا اپنی پسند کے مسائل چن سکتے ہیں۔ یہ مسائل دو ملکوں کے بھی ہوسکتے ہیں اور کئی ملکوں کے مشترکہ بھی۔ (یہ مسئلہ ہندوستان بالخصوص علاقے کی جغرافیائی خصوصیات سے متعلق بھی ہوسکتا ہے)
- طلبا یہ معلوم کریں کہ متعلقہ حکومتوں نے ان مسائل کے بارے میں کیا اقدام کیے اور وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے وہ ناکام ہوئیں۔
- طلبا جس ملک کی نمائندگی کر رہے ہیں اس کا کردار ادا کریں اور اپنی اپنی معلومات کو ایک دوسرے سے ملائیں۔

استاد کے لیے تجاویز

- ایک سے مسائل رکھنے والے ملکوں کی جوڑی بنایئے۔ دوطرفہ مسئلوں میں یہ دو گروپ ہوسکتے ہیں اور کئی ملکوں سے متعلقہ مسائل میں کئی گروپ بھی ہوسکتے ہیں (دوطرفہ مسئلوں کی مثال میں ہندوستان کے درمیان جموں اور کشمیر کا مسئلہ یا ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان مہاجرین کا مسئلہ۔کئی ملکوں کے مسئلے کی مثال آزادانہ تجارت کے علاقے کی تخلیق اور دہشت گردی سے نمٹنا)
- یہ گروپ آپس میں پیش کش اور جوابی پیش کش پر ایک محدود وقت میں تبادلۂ خیال کریں۔ استاد کو اس تبادلۂ خیال کے نتیجے کو نوٹ کرنا چاہیے۔ زیادہ توجہ رضامندی اور غیر رضامندی کے مقامات پر ہونی چاہیے۔
- تبادلۂ خیال کے بعد جو نتیجہ نکلے اس کو جنوب ایشیا کے ممالک کی موجودہ حالت سے مقابلہ کیجیے۔ کسی سیاسی مسئلہ پر گفت وشنید میں جو مشکلات سامنے آتی ہیں ان کو بتایئے۔ اس بحث کا خاتمہ ایک پرامن باہمی بقا، جس میں ایک دوسرے کے مفادات کو جگہ دی گئی ہو، کی اہمیت بتاتے ہوئے کیجیے۔

اگر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے باب کا عنوان 'امریکہ کی بالادستی' ہوسکتا ہے تو اس باب کا عنوان ہندوستان کی بالادستی، کیوں نہیں ہوسکتا؟

کیا جا رہا ہو۔ 1987 کی فوجی مداخلت کے بعد ہندوستانی حکومت کی پالیسی سری لنکا کے اندرونی معاملات کے بارے میں غیر دخل اندازی اور دامن جھاڑنے کی رہی ہے۔ ہندوستان نے سری لنکا کے ساتھ ایک آزادانہ تجارت کا معاہدہ کیا جس سے دونوں ملکوں کے تعلقات پر خوشگوار اثر پڑا۔ اس کے علاوہ سونامی طوفان کے بعد سری لنکا میں راحت رسانی کے لیے جو مدد ہندوستان نے دی اس سے بھی دونوں ملک ایک دوسرے سے قریب آئے ہیں۔

بھوٹان کے ساتھ ہندوستان کا ایک خاص رشتہ ہے اور دونوں کے درمیان کوئی قابلِ ذکر اختلاف نہیں ہے۔ وہ جنگجو اور گوریلے جو ہندوستان کے شمال مشرق میں سرگرم عمل ہیں، اپنے ملک میں ان کو ختم کرنے کے لیے بادشاہ نے جو قابلِ قدر کوششیں کیں ان سے ہندوستان کو کافی مدد ملی۔ ہندوستان بھوٹان میں بڑے پن بجلی ہائیڈروالیکٹرک (hydrœlectric) پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے اور ترقی کی امداد میں اس ہمالیائی سلطنت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مالدیپ کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات دوستانہ اور خوشگوار ہیں۔ جب نومبر 1988 میں کچھ تامل کرائے کے فوجیوں نے جو سری لنکا سے آئے تھے، مالدیپ پر حملہ کیا تو مالدیپ کی درخواست پر ہندوستانی فضائیہ اور بحریہ فوری طور پر حرکت میں آئے اور حملہ کو ناکام بنایا۔ ہندوستان نے مالدیپ کی معاشی ترقی، سیر و سیاحت اور مچھلی کی صنعت (fisheries) کے میدان میں بھی مدد کی ہے۔

آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ ہندوستان کے چھوٹے پڑوسیوں سے کئی قسم کے اختلافات ہیں۔ ہندوستان کے رقبہ اور طاقت کے پیشِ نظر ان کا ہندوستان پر شک کرنا لازمی ہے۔ دوسری طرف ہندوستانی حکومت کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کے پڑوسی اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہندوستان ان ملکوں کی غیر یقینی سیاسی صورت حال کو بھی ناپسند کرتا ہے کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ اس طرح سے باہر کی طاقتیں اس علاقہ میں اپنا اثر قائم کرسکتی ہیں۔ چھوٹی ریاستوں کو خطرہ ہے کہ ہندوستان علاقے کی ایک بڑی طاقت بننا چاہتا ہے۔

جنوبی ایشیا میں سارے جھگڑے ہندوستان اور اس کے پڑوسیوں کے درمیان ہی نہیں ہیں۔ ماضی میں نیپال اور بھوٹان کے درمیان نیپالیوں کے بھوٹان میں ہجرت کرنے پر اور بنگلہ دیش اور مایانمار کے درمیان روہنگ یاؤں کی مایانمار کی جانب ہجرت کرنے پر

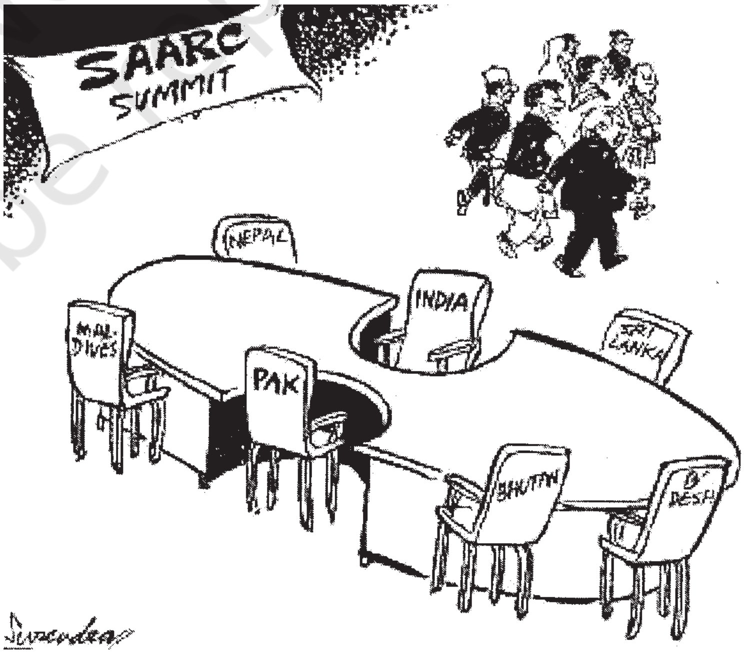

سریندر: دی ہندو

یہ کارٹون جنوب ایشیا کے علاقائی تعاون کے عمل میں ہندوستان اور پاکستان کے کردار کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

© NCERT not to be republished

اختلافات برپا ہو چکے ہیں۔ بنگلہ دیش اور نیپال کے مابین بھی ہمالیائی دریاؤں کے پانی پر اختلاف ہو چکا ہے۔ لیکن بڑے جھگڑے اور اختلافات ہندوستان اور دوسرے ملکوں کے درمیان ہیں۔ شاید اس وجہ سے ہیں کہ جغرافیائی طور سے ہندوستان کی سرحدیں ہر ملک سے ملتی ہیں اور اس طرح وہ ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔

امن اور تعاون

کیا جنوبی ایشیا کی ریاستیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتی ہیں؟ یا وہ صرف ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا جانتی ہیں؟ اختلافات کے باوجود یہ ریاستیں ایک دوسرے سے بہتر تعلقات اور تعاون کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہیں۔ جنوبی ایشیا کی تنظیم برائے علاقائی تعاون، (SAARC) جنوب ایشیائی ملکوں کی جانب سے ایک دوسرے کی جانب تعاون کے عمل میں ایک اہم پیش قدمی ہے۔ یہ سلسلہ 1985 میں شروع ہوا۔ بدقسمتی سے مستقل سیاسی اختلافات کی وجہ سے SAARC کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ SAARC کے ممبروں نے جنوب ایشیائی آزاد تجارت (SAFTA) کے معاہدے پر دستخط کیے جس نے پورے جنوبی ایشیا کو ایک آزاد تجارت کا علاقہ تجویز کیا۔

جنوبی ایشیا میں امن و تعاون کا ایک نیا باب کھل سکتا ہے اگر اس علاقے کے تمام ممالک سرحدوں کے پار آزادانہ تجارت کی اجازت دے دیں۔ SAFTA کے قیام کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے۔ اس معاہدے پر 2004 میں دستخط ہوئے اور یکم جنوری 2006 سے اس پر عمل شروع ہوا۔ SAFTA کا مقصد ہے کہ

کیشو: دی ہندو

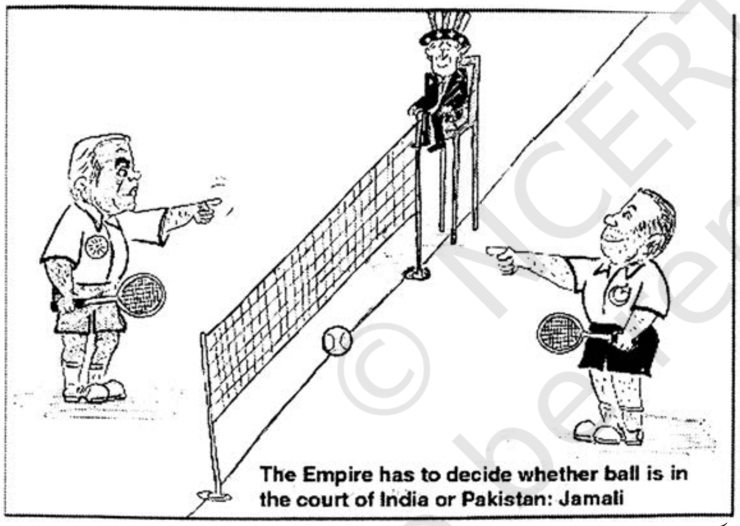

پاکستان ٹریبون

دو کارٹون جن میں سے ایک ہندوستان کا اور دوسرا پاکستان کا ہے۔ ان دو اہم کھلاڑیوں کے کردار کی ترجمانی کرتے ہیں جو اس خطہ میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ کیا آپ ان کے تناظر میں کوئی مشابہت دیکھتے ہیں۔

ہر تنظیم کی بنیاد تجارت پر رکھی ہوئی لگتی ہے۔ کیا تجارت 'عوام سے عوام کے تعلقات' سے زیادہ اہم ہے؟

© NCERT
not to be republished

جنوری 2007 تک وہ تجارتی محصول (Tarrif) کو بیس فیصد کم کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔ لیکن ہمارے کچھ پڑوسیوں کا خیال ہے کہ SAFTA دراصل ان کی منڈیوں پر یلغار کرنے اور ان کی معاشرت اور سیاست پر تجارتی داؤ پیچ سے دخل اندازی کرنے کی ایک چال ہے۔ ہندوستان کا خیال ہے کہ SAFTA سے ہر ملک کو بہتر معاشی فوائد ہیں اور یہ کہ جس علاقے میں آزادانہ تجارت زیادہ ہوگی وہ سیاسی معاملات میں اتنا ہی زیادہ مددگار ثابت ہوگی۔ کچھ کا خیال ہے کہ ہندوستان کو SAFTA کی اتنی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بھوٹان، نیپال اور سری لنکا سے اس کے دوطرفہ تجارتی معاہدے موجود ہیں۔

اگرچہ ہندوستان و پاکستان کے تعلقات کی کہانی تشدد تنازعہ اور دشمنی کی لمبی داستان ہے اس کے باوجود تناؤ کم کرنے اور امن کی فضا قائم کرنے کے لیے کافی کوششیں کی گئی ہیں۔ دونوں ملکوں نے جنگ کے خطرہ کو ٹالنے کے لیے اعتماد سازی کے ذرائع استعمال کیے ہیں۔ سماجی کارکن اور دونوں ملکوں کی نمایاں ہستیوں نے دونوں ملکوں کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ کا ماحول بنانے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان بسوں کے کئی راستے کھولے گئے ہیں، پنجاب کے دونوں حصوں کے درمیان تجارت میں پہلے پانچ سال میں کافی خاصا اضافہ ہوا۔ ویزے اب آسانی سے ملنے لگے ہیں۔

کوئی بھی علاقہ خلا میں نہیں بستا۔ وہ باہری طاقتوں اور واقعات سے متاثر ہوتا ہے خواہ وہ ان سے علاحدہ رہنے کی کتنی ہی کوشش کرے۔ جنوبی ایشیا میں چین اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ دو اہم کھلاڑی ہیں۔ پچھلے دس سال میں ہندچین تعلقات کافی بہتر ہوئے ہیں۔ لیکن چین کے ساتھ پاکستان کے فوجی اہمیت کے تعلقات الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔ ترقی اور عالم گیریت کے مطالبے نے جنوبی ایشیا کے دونوں دیوزادوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور ان کے معاشی تعلقات 1991 سے بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں۔

سرد جنگ کے بعد جنوبی ایشیا میں امریکہ کی دلچسپی کافی بڑھ گئی ہے۔ سرد جنگ کے بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ہندوستان اور پاکستان دونوں سے بہتر تعلقات رہے ہیں اور وہ ہندوپاک تعلقات میں ایک مشیر کا کردار نبھاتا ہے۔ امریکہ میں بکھرے ہوئے بڑی تعداد میں جنوب ایشیائی باشندے، اور آبادی کی ایک بڑی تعداد اور علاقے کی مارکیٹ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے اس علاقے میں مستقبل کے تحفظ اور سلامتی کے لیے اچھا موقعہ ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ کیا جنوبی ایشیا اختلافات اور تنازعات سے پُر علاقہ کے نام سے جانا جائے گا یا ایک علاقائی بلاک کی صورت میں ابھرے گا جس کی اپنی مشترکہ ثقافتی خصوصیات ہوں گی اور تجارتی مفادات کا انحصار علاقہ کے عوام اور حکومتوں پر ہوگا نہ کہ کسی باہری طاقت پر۔

مشقیں

1۔ ملکوں کی شناخت کیجیے:

(a) یہاں بادشاہت کے حامیوں، جمہوریت کے حامیوں اور انتہاپسندوں کی آپس کی جدوجہد اور طاقت آزمائی نے سیاسی ناپائیداری کا ماحول پیدا کر دیا۔

© NCERT not to be republished

مشقیں

(b) چاروں طرف زمین سے گھرا ہوا ایک کثیر الجماعتی مقابلے کا ملک۔
(c) جنوبی ایشیا میں پہلا ملک جس نے آزادانہ تجارت کی راہ اختیار کی۔
(d) اس ملک میں جمہوریت پسند طاقتوں اور فوج کے درمیان رسہ کشی میں بالآخر فوج کی بالادستی قائم ہوگئی۔
(e) علاقے کے وسط میں واقع ہے اور جنوبی ایشیا کے زیادہ تر ملکوں سے اس کی سرحدیں ملتی ہیں۔
(f) پہلے اس جزیرے کا سربراہ سلطان، کہلاتا تھا لیکن اب یہ عوامی جمہوریہ ہے۔
(g) چھوٹی بچت اور دیہی علاقوں میں قرض دینے والی امداد باہمی سوسائٹیوں اور سہولتوں نے غریبی کم کرنے میں مدد کی۔
(h) زمین سے گھرا ہوا ایک ملک جہاں بادشاہت کا نظام قائم ہے۔

2۔ جنوبی ایشیا کے متعلق ان میں سے کون سا بیان غلط ہے؟
(a) جنوبی ایشیا کے تمام ممالک جمہوری ہیں۔
(b) بنگلہ دیش اور ہندوستان نے دریاؤں کے پانی کی حصے داری کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔
(c) SAFTA پر دستخط اسلام آباد میں SAARC کی بارھویں چوٹی کانفرنس میں ہوئے۔
(d) حزب ایشیا کی سیاست میں چین اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

3۔ بنگلہ دیش اور پاکستان کے اپنے اپنے جمہوری تجربوں میں کون سے مشترک اور متضاد عناصر ہیں؟

4۔ نیپال میں جمہوریت کے سامنے کی تین بڑی رکاوٹوں کا ذکر کیجیے۔

5۔ سری لنکا کے نسلی تنازعہ کے اہم فریقوں کے نام بتائیے۔ اس تنازعہ کے حل کرنے کے اقدام اور اسباب کا جائزہ لیجیے۔

6۔ ہندوستان و پاکستان کے درمیان طے ہوئے پچھلے چند معاہدوں کے نام بتائیے۔ کیا ہم یہ یقین کر سکتے ہیں کہ دونوں ملک اب دوستی کی راہ پر گامزن ہیں؟

7۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان اختلاف اور تعاون کے بالترتیب دو دو دائرۂ کار بیان کیجیے۔

8۔ جنوبی ایشیا کے کسی بھی دو ملکوں کے باہمی تعلقات پر خارجی قوتیں کیسے اثر انداز ہوتی ہیں؟ اپنی دلیل کی وضاحت کے لیے کسی بھی ملک کی مثال دے سکتے ہیں۔

9۔ جنوبی ایشیا کے ملکوں کے درمیان معاشی تعاون کو فروغ دینے کے ایک مرکز کی حیثیت سے SAARC کے کردار اور حدود کے اوپر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

10۔ ''ہندوستان کے پڑوسی ملک اکثر یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی حکومت علاقے کے چھوٹے ممالک کے اندرونی معاملات پر حاوی ہونے اور دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتی ہے اور ان پر اپنی بالادستی قائم کرنا چاہتی ہے''۔ کیا یہ خیال صحیح ہے؟

© NCERT not to be republished